(10)

ربوہ میں رہنے والوں کا فرض ہے کہ وہ نیک نمونہ دکھائیں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں

(فرمودہ 21 مئی 1954ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''میں نے جماعت سے بہت کچھ کہنا ہے لیکن میری صحت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ لمبا بول سکوں۔ اس لیے ان ضروری باتوں کو میں ابھی ملتوی کرتا ہوں۔ میں نماز پڑھانے آج آیا ہوں لیکن چونکہ ابھی کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھا سکتا اس لیے میں بیٹھ کر نماز پڑھاؤں گا۔ باقی دوست حسبِ سنت کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔

ربوہ کی بنیاد کی غرض یہ تھی کہ یہاں زیادہ سے زیادہ نیکی اختیار کرنے والے اور دیندار لوگ آباد ہوں لیکن جو رپورٹیں میرے پاس آتی رہتی ہیں ان سے یہ پتا لگتا ہے کہ ربوہ میں رہنے والوں میں سے ایک حصہ میں دین کی حِسّ بہت کم ہے۔ میں اِس کا کسی اَور سے مقابلہ نہیں کرتا، میں یہ نہیں کہتا کہ دوسرے فرقوں اور جماعتوں سے ان کی دین کی حِسّ کم ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس مقام کے لحاظ سے جس نیکی کی ضرورت تھی وہ ان میں نہیں پائی جاتی حالانکہ جب ایک مقام کی بنیاد اس لیے رکھی گئی تھی کہ وہ دین کی اشاعت کا مرکز ہو

تو وہاں بسنے والوں کو اس غرض سے بسنا چاہیے تھا کہ وہ یہاں رہ کر دین کی اشاعت میں دوسروں سے زیادہ حصہ لیں گے۔ حال ہی میں ایک لمبی فہرست میرے پاس ان لوگوں کی بھیجی گئی ہے جو ربوہ میں رہتے ہیں اور کمائی بھی کرتے ہیں اور پھر ان میں سے ایک تعداد سلسلہ سے امداد کی بھی درخواست کرتی رہتی ہے۔ لیکن اپنی آمد میں سے ایک پیسہ بھی چندہ میں ادا نہیں کرتے۔ اِس طرح بعض لوگوں کی بداعمالیاں اور لڑائیاں دوسروں کے لیے ٹھوکر کا موجب بن جاتی ہیں۔ مثلاً شریعت کہتی ہے کہ بیمار روزہ نہ رکھے۔<u>1</u> پس اگر کوئی شخص بیمار ہے اور وہ روزہ نہیں رکھتا تو شریعت اُسے ایسا کرنے کی اجازت دیتی ہے لیکن وہ اس سے یہ توقع بھی رکھتی ہے کہ وہ دوسروں کے لیے ٹھوکر کا موجب نہ بنے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے کہا ہے بدقسمت ہے وہ انسان جو دوسروں کے لیے ٹھوکر کا موجب بنتا ہے۔<u>2</u> روزہ نہ رکھنے کی اجازت اَور چیز ہے اور دوسروں کے لیے ٹھوکر کا موجب بننا بالکل اَور چیز ہے۔ جو شخص معذور ہے، بیمار ہے اور وہ روزہ نہیں رکھتا اُس کے گھر والے تو جانتے ہیں کہ وہ کسی معذوری یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا۔ اگرچہ گھر والوں کو بھی اس کے متعلق بتانا پڑتا ہے کیونکہ بچے نہیں سمجھتے کہ ہمارا باپ کمزور ہے یا اتنا بڈھا ہوگیا ہے کہ شریعت اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دیتی ہے۔ اس لیے بچوں کو سمجھانا پڑتا ہے کہ بوڑھوں کے لیے احکام اَور ہیں اور تم نوجوانوں کے لیے احکام اَور ہیں۔ بہرحال گھر والے تو یہ جانتے ہیں کہ فلاں شخص معذور ہے اس لیے روزہ نہیں رکھتا۔ لیکن باہر کے لوگ یہ نہیں جانتے کہ وہ کس معذوری اور بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ رہا۔ اس لیے جب وہ پبلک میں کھائے پیے گا تو اس کا دوسروں پر بُرا اثر پڑے گا۔

مجھے یہ شکایت پہنچی ہے کہ ربوہ میں بعض لوگ بازاروں میں کھا لیتے ہیں اور بعض لوگ پبلک میں سگریٹ پیتے ہیں۔ سگریٹ کو ہم حرام تو نہیں کہہ سکتے لیکن سگریٹ نوشی ایک لغو کام ضرور ہے۔ اگر کوئی شخص سگریٹ نوشی کا عادی ہو جاتا ہے یا ڈاکٹروں نے اس کے متعلق یہ کہہ دیا ہے کہ اب یہ سگریٹ نوشی چھوڑ نہیں سکتا۔ اگر چھوڑے گا تو اس کی صحت بگڑ جائے گی تو کم از کم اس میں اتنی حیا اور قومی درد تو ہونا چاہیے کہ وہ گھر میں چھپ کر سگریٹ نوشی کرے۔ اگر وہ بیماری یا کسی اَور عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا تو گھر میں بیٹھ کر کھائے پیے۔

ایسی جگہ پر نہ کھائے پیے جہاں لوگوں کو اُس کے متعلق یہ علم نہیں کہ وہ معذور ہے اس لیے روزہ نہیں رکھتا۔ اگر کسی شخص کو بوڑھا یا معذور ہونے کی وجہ سے شریعت نے روزہ رکھنے سے معذور قرار دیا ہے اور وہ بازاروں میں کھاتا پھرتا ہے یا سگریٹ نوشی کرتا ہے تو اُس کو دیکھ کر نوجوان یہ سمجھیں گے کہ رمضان کے مہینہ میں جب ہمارے بزرگ بازاروں میں کھاتے پیتے ہیں تو ہمارے لیے بھی اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً اِس سال میں بیمار ہوں اس لیے میں روزے نہیں رکھتا۔ ایک دن میری ایک بیوی نے دن کے وقت میرے ساتھ کھانے پر دو بچوں کو بھی بٹھا دیا۔ میں نے اُسے کہا کہ ان بچوں میں اتنی عقل نہیں کہ وہ سمجھ سکیں کہ ان کا کوئی بزرگ کسی بیماری یا عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا۔ تم نے انہیں میرے ساتھ کھانے پر بٹھا کر انہیں روزہ نہ رکھنے پر دلیر بنایا ہے۔ بیشک میں بیمار ہوں اور میں روزہ نہیں رکھتا لیکن ان کو کھانے پر میرے سامنے بٹھانے کے یہ معنے ہیں کہ یہ سمجھیں کہ ہم نے رمضان کے مہینہ میں دن کے وقت اپنے باپ کے ساتھ کھانا کھایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ نہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ حالانکہ معذوری میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اور عام حالات میں روزہ نہ رکھنے میں فرق ہے۔ پس انہیں میرے ساتھ نہ بٹھاؤ تا کہ بڑے ہو کر انہیں روزہ ترک کرنے پر دلیری پیدا نہ ہو۔

پس بیشک بعض معذوریاں ایسی ہیں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کا شریعت نے حکم دیا ہے لیکن ان کی وجہ سے بازاروں میں کھانا پینا درست نہیں کیونکہ دوسرے لوگوں کو حالات کا علم نہیں ہوتا اور وہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اِس وجہ سے جب بھی میں بیٹھ کر نماز پڑھاتا ہوں میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ بیمار ہونے کی وجہ سے میں ایسا کروں گا کیونکہ ہوسکتا ہے بعض لوگ جب مجھے بیٹھ کر نماز پڑھاتے دیکھیں تو وہ بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیں۔ حالانکہ صحت کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ پچھلے دنوں میں تو میرے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا بھی سوال نہیں تھا کیونکہ میں نہ سر کو ہلا سکتا تھا اور نہ جُھکا سکتا تھا بلکہ حملہ کے شروع ایام میں تو میں صرف انگلی سے اشارہ کرسکتا تھا۔ گویا چارپائی پر جسم پڑا ہے اور انگلی کے ساتھ ہی رکوع اور سجدہ ہو رہا ہے۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ سر ہِلا سکوں۔ اب اگر دیکھنے والا میری معذوری سے

واقف نہیں تو وہ میری نقل کرنا شروع کر دے گا اور ٹھوکر کھائے گا۔ اس لیے میں جب بھی بیٹھ کر نماز پڑھاتا ہوں تو دوستوں کے سامنے اپنی معذوری بیان کر دیتا ہوں۔

پس میں ربوہ والوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح کریں ورنہ میرے لیے اس کے سوا اَور کوئی طریق باقی نہیں رہے گا کہ میں ان میں سے بعض کو ربوہ یا جماعت سے نکالنا شروع کر دوں۔ تم یہ مت سمجھو کہ میرا ایسا کرنا جماعت کی کمزوری کا موجب ہو گا۔ یہ جماعت کی کمزوری کا موجب نہیں بلکہ اس کی تقویت کا موجب ہو گا۔ میں نے پریذیڈنٹوں کو اِس سے قبل بھی بہت دفعہ توجہ دلائی ہے لیکن شاید وہ خود بھی ان بُرائیوں میں مبتلا ہیں اس لیے وہ اس کے ازالہ کے لیے کوئی کوشش نہیں کرتے۔ اب میں تمہیں آخری نوٹس دیتا ہوں۔ میرے پاس شکایات پہنچی ہیں کہ ناظر صاحب امورِ عامہ نے بعض مجرموں کو جو سزائیں دی ہیں وہ ہنسی کے قابل ہیں۔ وہ لوگ ربوہ سے یا جماعت سے نکال دینے کے قابل تھے لیکن ناظر صاحب امورِ عامہ نے انہیں دو دو روپیہ جرمانہ کیا۔ اگر وہ شکایات درست ہیں تو ناظر اور نائب ناظر امورعامہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اُن کو کسی نوٹس کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ سلسلہ کے ملازم ہیں۔ دو تین دن میں مَیں تحقیقات کروں گا اور اگر یہ الزام ثابت ہو گیا تو میں انہیں سزا دوں گا۔

ہم مخالفین سے یہ اعتراض سنتے آ رہے ہیں کہ ہم نے سیاسی طور پر ایک مرکز بنا لیا ہے۔ اگرچہ ہم نے کوئی سیاسی مرکز نہیں بنایا ہم نے اس مقام کو محض اس لیے بنایا ہے تا اشاعتِ دین میں حصہ لینے والے لوگ یہاں جمع ہوں لیکن بہرحال دشمن یہ اعتراض کر رہا ہے کہ ہم نے سیاسی مرکز بنایا ہے اور جس غرض سے ہم نے یہ جگہ بنائی ہے اگر وہ بھی پوری نہ ہو تو ہمارا الگ شہر بسانے کا کیا فائدہ؟ ہم نے ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا اور دوسرے لوگوں کو اعتراض کرنے کا موقع دیا۔ حالانکہ ہمارا مرکز بنانے کا مقصد وہ نہیں جو دوسرے لوگ بیان کرتے ہیں۔ ہم تو ایسے مذہب سے تعلق رکھتے ہیں جو حکومت کی اطاعت سکھاتا ہے۔ اگر آج پاکستان پر کوئی مصیبت آ جائے تو ہمارے عقیدہ کے لحاظ سے اس کی خاطر سب سے پہلے قربانی کرنے والے احمدی ہوں گے۔ لیکن باوجود اِس عقیدہ کے ہم پر سیاسی مرکز بنانے کا

واقف نہیں تو وہ میری نقل کرنا شروع کر دے گا اور ٹھوکر کھائے گا۔ اس لیے میں جب بھی بیٹھ کر نماز پڑھاتا ہوں تو دوستوں کے سامنے اپنی معذوری بیان کر دیتا ہوں۔

پس میں ربوہ والوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح کریں ورنہ میرے لیے اس کے سوا اَور کوئی طریق باقی نہیں رہے گا کہ میں ان میں سے بعض کو ربوہ یا جماعت سے نکالنا شروع کر دوں۔ تم یہ مت سمجھو کہ میرا ایسا کرنا جماعت کی کمزوری کا موجب ہو گا۔ یہ جماعت کی کمزوری کا موجب نہیں بلکہ اس کی تقویت کا موجب ہو گا۔ میں نے پریذیڈنٹوں کو اِس سے قبل بھی بہت دفعہ توجہ دلائی ہے لیکن شاید وہ خود بھی ان بُرائیوں میں مبتلا ہیں اس لیے وہ اس کے ازالہ کے لیے کوئی کوشش نہیں کرتے۔ اب میں تمہیں آخری نوٹس دیتا ہوں۔ میرے پاس شکایات پہنچی ہیں کہ ناظر صاحب امورِ عامہ نے بعض مجرموں کو جو سزائیں دی ہیں وہ ہنسی کے قابل ہیں۔ وہ لوگ ربوہ سے یا جماعت سے نکال دینے کے قابل تھے لیکن ناظر صاحب امورِ عامہ نے انہیں دو دو روپیہ جرمانہ کیا۔ اگر وہ شکایات درست ہیں تو ناظر اور نائب ناظر امورعامہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اُن کو کسی نوٹس کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ سلسلہ کے ملازم ہیں۔ دوتین دن میں مَیں تحقیقات کروں گا اور اگر یہ الزام ثابت ہو گیا تو میں انہیں سزا دوں گا۔

ہم مخالفین سے یہ اعتراض سنتے آ رہے ہیں کہ ہم نے سیاسی طور پر ایک مرکز بنا لیا ہے۔ اگرچہ ہم نے کوئی سیاسی مرکز نہیں بنایا ہم نے اس مقام کو محض اس لیے بنایا ہے تا اشاعتِ دین میں حصہ لینے والے لوگ یہاں جمع ہوں لیکن بہرحال دشمن یہ اعتراض کر رہا ہے کہ ہم نے سیاسی مرکز بنایا ہے اور جس غرض سے ہم نے یہ جگہ بنائی ہے اگر وہ بھی پوری نہ ہو تو ہمارا الگ شہر بسانے کا کیا فائدہ؟ ہم نے ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا اور دوسرے لوگوں کو اعتراض کرنے کا موقع دیا۔ حالانکہ ہمارا مرکز بنانے کا مقصد وہ نہیں جو دوسرے لوگ بیان کرتے ہیں۔ ہم تو ایسے مذہب سے تعلق رکھتے ہیں جو حکومت کی اطاعت سکھاتا ہے۔ اگر آج پاکستان پر کوئی مصیبت آ جائے تو ہمارے عقیدہ کے لحاظ سے اس کی خاطر سب سے پہلے قربانی کرنے والے احمدی ہوں گے۔ لیکن باوجود اِس عقیدہ کے ہم پر سیاسی مرکز بنانے کا

اعتراض کیا جاتا ہے اور اِدھر اِس مرکز کے بنانے کی جو اصل غرض تھی کہ دیندار لوگ ایک جگہ جمع ہو جائیں، وہ دین کی اشاعت کریں اور اس کی خاطر قربانی کریں وہ بھی پوری نہ ہو تو ایسا کرنے کا فائدہ کیا ہوا؟ ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری یہ سکیم پوری نہ ہوئی۔ میرے پاس متواتر ایسی شکایات پہنچی ہیں کہ یہاں ایک خاصا طبقہ ایسا آباد ہو گیا ہے کہ جن کی غرض محض یہ ہے کہ وہ باہر رہ کر کمائی نہیں کر سکتے، یہاں بیٹھ کر وہ روزی کما سکیں گے لیکن یہ جگہ روٹی کمانے کے لئے نہیں بنائی گئی۔ ایسے لوگوں کو جلد یا بدیر ربوہ سے نکلنا پڑے گا اور اگر وہ یہاں سے نہیں نکلیں گے تو ہم اُن سے لین دین بند کر دیں گے، اُن سے سودا نہیں خریدیں گے، اُن کے جنازوں میں شامل نہیں ہوں گے۔ وہ بیشک یہاں رہیں لیکن ہمارا اُن سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ اور جب سوائے منافقوں کے اُن سے کوئی احمدی سودا نہیں لے گا تو لازمی طور پر غیر لوگ ان سے دوستی رکھیں گے اور اس سے دوسرے لوگوں کو یہ پتا لگ جائے گا کہ وہ احمدیوں کے نہیں غیروں کے ہیں اور اس سے ہمیں فائدہ پہنچ جائے گا۔ میں پریذیڈنٹوں کو بھی یہ نوٹس دیتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح کر لیں۔ میرے پاس یہ شکایت پہنچی ہے کہ پریذیڈنٹ یونہی بنا دیئے جاتے ہیں اور گو ناظر صاحب اعلیٰ نے کہا ہے کہ نمازیوں کو پریذیڈنٹ بنایا جاتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ پارٹی بازی کی وجہ سے بعض لوگوں کو آگے لایا جاتا ہے۔ ابھی ناظر صاحب بیت المال نے مجھے لکھا ہے کہ میں نے پریذیڈنٹوں کو آٹھ دس چٹھیاں لکھی ہیں لیکن ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں آیا۔ اگر یہ لوگ نمازی ہوتے تو ان میں کام کرنے اور قربانی کرنے کا شوق ہوتا اور اگر ان کے اندر کام اور قربانی کا شوق نہیں تو یہ کہنا جھوٹ ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں اور یا پھر منافق ہیں۔ آخر منافق بھی تو دکھاوے کے لیے نمازیں پڑھتے ہیں۔

بہرحال اس چیز کی اصلاح کی ضرورت ہے اور اس کا پہلا فرض پریذیڈنٹوں پر عائد ہوتا ہے جو اس میں بالکل ناکام رہے ہیں۔ آخر پریذیڈنٹ آج نہیں بنائے گئے سالہا سال سے پریذیڈنٹ بنتے چلے آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان ساری منافقتوں کے ذمہ دار پریذیڈنٹ ہیں۔ وہ رئیس المؤمنین نہیں بلکہ رئیس المنافقین ہیں کیونکہ اُن کے ہوتے ہوئے منافقت پنپی ہے۔ یہاں کے لوگوں نے سلسلہ سے فائدہ اُٹھایا ہے، ہم

سے منافع لیا ہے لیکن سلسلہ کو چندہ نہیں دیا۔ ایسے لوگ صرف پریذیڈنٹوں کی وجہ سے یہاں آباد ہو گئے ہیں اور ترقی کر رہے ہیں۔ نظارت امورِعامہ کا فرض ہے کہ وہ ان لوگوں کا جائزہ لے۔ اگر ان کی غلطیاں ثابت ہو گئیں تو انہیں بھی ربوہ سے نکلنا پڑے گا کیونکہ انہوں نے باوجود سلسلہ سے تنخواہ لینے کے دیانتداری سے اپنے فرض کو پورا نہیں کیا۔ اگر وہ تنخواہ لینے کے باوجود اپنے فرض کو ادا نہیں کرتے تو اِس کے یہ معنی ہیں کہ منافق لوگ انہیں پانچ روپیہ دیتے ہیں اور اپنے حق میں فیصلہ کروا لیتے ہیں۔ لوگوں میں تو یہ شکوہ عام ہے کہ نظارت امورِعامہ کے کارکن روپیہ لے کر کام کر دیتے ہیں لیکن میں اس کا ہمیشہ انکار کرتا آیا ہوں۔ اگر انہوں نے اپنی اصلاح نہ کی تو مجبوراً مجھے بھی یہ بات ماننی پڑے گی کہ وہ پیسے لے کر لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں جس میں ناجائز طرفداری ہوتی ہے، ناجائز رعایت ہوتی ہے اور ناجائز معافی ہوتی ہے حالانکہ ناجائز رعایت بھی ناجائز ہے اور ناجائز سزا بھی ناجائز ہے۔ پس تم یہاں رہ کر نیک نمونہ دکھاؤ اور اپنی اصلاح کی کوشش کرو۔

ہماری جماعت اِس وقت کتنی مشکلات میں سے گزر رہی ہے سارے لوگ اس کے خلاف ہیں، یہودی ہمارے خلاف ہیں، عیسائی ہمارے خلاف ہیں، ہندو ہمارے خلاف ہیں، زرتشتی ہمارے خلاف ہیں، مسلمان کہلانے والے بھی بطور فرقہ کے ہمارے خلاف ہیں۔ ویسے افراد کے لحاظ سے ان میں انصاف پسند بھی ہیں۔ غرض تم ساری دنیا سے لڑائی مول لے کر یہاں جمع ہوئے اور پھر بھی تقوٰی، طہارت اور عمل و انصاف اپنے اندر پیدا نہیں کر سکے تو تمہاری زندگی ایسی ہی ہوئی کہ اپنوں نے بھی تمہیں ٹھکرا دیا اور غیروں نے بھی تمہیں ٹھکرا دیا۔ حالانکہ دنیا میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ اگر کسی کو اپنے ٹھکرا دیتے ہیں تو اُسے غیروں کے پاس پناہ مل جاتی ہے اور اگر غیر ٹھکرا دیتے ہیں تو اپنے اُس کی امداد کرتے ہیں لیکن تمہیں غیروں نے بھی ٹھکرا دیا اور اپنوں نے بھی ٹھکرا دیا۔ پھر تمہیں یہاں رہنے کا کیا فائدہ حاصل ہوا؟ ایسے حالات میں ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ تم خداتعالیٰ سے تعلق قائم کر لو۔ لیکن یہاں تو جھگڑا ہی یہ ہے کہ تم نے خداتعالیٰ کی رضا کو حاصل نہیں کیا۔ اگر تم اس کی رضا کو حاصل کر لو تو ساری مصیبتیں اور کوفتیں دور ہو جائیں اور راحت کے سامان پیدا ہو جائیں۔

ہماری یہاں آباد ہونے سے غرض یہ تھی کہ لوگ بیشک ہمارے ساتھ دشمنی کریں لیکن خداتعالیٰ ہمارے ساتھ ہو۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم اس کے لیے کوئی جدوجہد اور کوشش نہیں کر رہے اور اگر تم نے جلد اصلاح نہ کی تو مجھے مجبوراً تمہیں ربوہ سے یا جماعت سے باہر نکالنا پڑے گا۔ جماعت میں ایک ایسی پارٹی پیدا ہوگئی ہے جو کہتی ہے کہ ایسے لوگوں کو جماعت سے نہیں نکالنا چاہیے۔ اس سے دوسرے لوگوں پر بُرا اثر پڑتا ہے لیکن مجھے اس کا کوئی فکر نہیں۔ اگر انہیں یہاں سے نکالنے پر دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے تو وہ انہیں کراچی یا کسی اَور شہر میں جگہ دے دیں۔ یہ جگہ ہماری ہے اور وہ لوگ جو یہاں آباد ہوئے ہیں یہ وعدہ کر کے آئے ہیں کہ وہ سلسلہ سے ہر رنگ میں تعاون کریں گے۔ اب جو شخص اِس وعدہ کو توڑتا ہے قانون اُس کے خلاف ہے۔ اور جو وعدہ خلافی کرتا ہے ہم بہرحال اُسے سزا دیں گے۔ اگر کوئی طبقہ ہمارے اِس اقدام کے خلاف ہوگا تو وہ خود قانون شکنی کی حمایت کرے گا۔ اُن کے پاس ہم سے زیادہ سامان موجود ہیں اگر وہ انہیں اپنے سینے سے لگانا چاہتے ہیں تو بیشک لگا لیں۔ اگر ہم یہاں کسی کو پچاس روپے ماہوار دیتے ہیں تو وہ اُسے دوہزار روپے ماہوار دے دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن وہ ہمیں اِس بات پر مجبور نہیں کر سکتے کہ جو شخص ہمارا نہیں بلکہ اپنے اخلاق کی وجہ سے ہمیں بدنام کرتا ہے ہم اُسے یہاں ضرور رکھیں۔ جو ہمارا نہیں ہم اُسے کیوں پا لیں۔ ہم اس سے منہ موڑ لیں گے کیونکہ اس نے خاص اخلاق دکھانے کا وعدہ کر کے اسے توڑ دیا۔ ایک وعدہ کر کے توڑنے والا کس مذہب و ملت میں امداد کا مستحق قرار دیا جاتا ہے''؟

(الفضل 10 جون 1954ء)

1: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرة: 185)

2: متی باب18 آیات 6،7